کشمیر کا چمن جو مجھے دلپذیر ہے (اقبالؒ)

میر عبدالعزیز

کشمیری گزٹ[1] لاہور دسمبر ۱۹۰۱ء میں اقبال کے چند قطعات ملتے ہیں جو انہوں نے انجمن کشمیری مسلمانان (لاہور) جسکے آپ جنرل سیکرٹری تھے، کے اجلاس میں پڑھے تھے، ملاحظہ ہوں:

کہکشاں میں آکے اختر مل گئے
اک لڑی میں آکے گوہر مل گئے
واہ واہ کیا محفل احباب ہے
ہم وطن غربت میں آکر مل گئے

ظلم سہتے ہیں وطن اپنا نہ جن سے چھٹ سکا
شکوہ حکام پھر اے دل نہیں تیرا بجا
کیا عجب کشمیر میں رہ کر جو ہے ان پر جفا
پائے گل اندر چمن دائم پر است از خارھا

سامنے ایسے گلستاں کے کبھی گر نکلے
جیب خجلت سے سر طور نہ باہر نکلے
ہے جو لحظہ تجلی گہ مولائے جلیل
عرش و کشمیر کے اعداد برابر نکلے

موتی عدن سے لعل ہوا ہے یمن سے دور
یا نافہ غزال ہوا ہے ختن سے دور
ہندوستان میں آئے ہیں کشمیر چھوڑ کر

بلبل نے آشیانہ بنایا چمن سے دور

کشمیر کا چمن جو مجھے دلپذیر ہے
اس باغ جانفزا کا یہ بلبل اسیر ہے
ورثے میں ہم کو آئی ہے آدم کی جائیداد
جو ہے وطن ہمارا وہ جنت نظیر ہے

پنجہ ظلم و جہالت نے برا حال کیا
بن کے مقراض ہمیں بے پر و بے بال کیا
توڑ اس دست جفا کیش کو یا رب جس نے
روح آزادی کشمیر کو پامال کیا

بت پرستی جو میرے پیش نظر آتی ہے
یاد ایام گذشتہ مجھے شرماتی ہے
ہے جو پیشانی پہ اسلام کا ٹیکہ اقبال
کوئی پنڈت مجھے کہتا ہے تو شرم آتی ہے

درج ذیل اشعار تو آج بھی کشمیریوں کے لئے درس عمل ہیں:[۲]

سو تدابیر کی اے قوم یہ ہے اک تدبیر
چشم اغیار میں بڑھتی ہے اسی سے توقیر
در مطلب ہے اخوت کے صدف میں پنہاں
مل کے دنیا میں رہو مثل حروف کشمیر

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مذکورہ بالا اشعار نوے سال قبل لکھے گئے ہیں مگر ان میں کشمیریوں کی حالت زار کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، اتنا طویل عرصہ گزرنے کے بعد بھی کشمیریوں کی حالت نہیں بدلی بلکہ یہ

بد سے بدتر ہوتی گئی۔

اقبال نے جاوید نامہ [۳] میں یہ بھی کہا تھا کہ:

باد صبا اگر بہ جنیوا گزر کنی
حرفے زما بہ مجلس اقوام باز گوئے
دہقان و کشت و جوے و خیاباں فروختند
قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند

اس وقت اقبال نے یہ پیغام لیگ آف نیشنز کو دیا تھا، اب اسکی جگہ ادارہ اقوام متحدہ ہے اور کشمیری اب اس بین الاقوامی ادارہ کو دہائی دے رہے ہیں۔ دراصل مضمون اور شکایت وہی ہے جو پہلے تھا۔ صرف اس ڈرامے کے کردار بدلے ہیں۔

وادی کشمیر آبشاروں کوہساروں، جھیلوں، ندیوں، نالوں، باغوں اور بہاروں کی سرزمین ہے۔ اسکی خوبصورتی کے گیت بادشاہوں نے بھی گائے، شاعروں نے اسکی تعریف کی۔ شہنشاہ جہانگیر کی تزک میں یہ شعر ہے جسکے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ کا اپنا ہے۔

اگر فردوس برروئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اس شعر کا رواں ترجمہ یہ ہو سکتا ہے کہ:

اگر جنت کہیں ہے اس جہاں میں
یہی ہے وہ یہی ہے وہ یہی ہے

عرفی شیرازی کی ایک پوری نظم کشمیر کے حسن ولطافت کی تعریف میں ہے۔ ایک مطلع ملاحظہ ہو [۴]۔

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر درآید
گر مرغ کباب است کہ بہ بال و پر آید

مطلب یہ ہے کہ جو کوئی سوختہ جان کشمیر آئے گا اگر وہ بھونا ہوا پرندہ بھی ہو اسکے بھی بال و پر نکل آئیں گے۔

پنڈت برج نراین چکبست لکھنو کے کشمیری تھے، جو ایک بار اپنے آباؤ اجداد کے وطن یعنی کشمیر گئے۔ گاڑی میں جا رہے تھے کہ راستے میں پیاس لگی، ڈرائیور نے گاڑی روک لی، سڑک کے کنارے پانی کا چشمہ پھوٹ رہا تھا، مسافروں نے اس صاف شفاف اور ٹھنڈے پانی سے اپنی اپنی پیاس بجھائی، چکبست کی رگ شاعری پھڑک اٹھی اور ایک گنگناتا ہوا شعر نوک زبان پر آگیا، جو کہ یوں ہے[5]:

ذرہ ذرہ ہے میرے کشمیر کا مہماں نواز
راہ میں پتھر کے ٹکڑوں نے دیا پانی مجھے

ابو الاثر حفیظ جالندھری نے تو تصویر کشمیر لکھ کر حد ہی کر دی۔ جس کا ایک بند یوں ہے:

کیا ہے جنت چند حوریں اک چمن دو ندیاں
ہاں مگر واعظ کی نسبت سے یہ کہتا ہوں کہ ہاں
ایک عکس ہے آسماں پر وہ اسی تصویر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا

یعنی جنت الفردوس کو حفیظ صاحب نے "تصویر کشمیر" کا عکس قرار دیا۔ سچ ہے کہ شاعری میں مبالغہ کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

قائد اعظم محمد علی جناح ۱۹۴۴ء میں کشمیر تشریف لائے۔ جون کے مہینے میں انہوں نے ایک دن مسلم کانفرنس کے سالانہ اجلاس سے خطاب کیا۔ دوسرے دن مسلم طلبہ کی یونین کے سالانہ اجلاس سے انہوں نے انگریزی میں خطاب کیا اور ہمارے دلپذیر وطن کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

Your country is an emerald studded in gold

یعنی آپکا وطن ایک زمرد ہے جسکو سونے میں جڑاؤ کیا گیا ہے۔

یہ سب کچھ اپنی جگہ درست ہے کہ کشمیر جنت اور جنت نظیر ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ کشمیر کو حالات زمانہ اور حوادث دوراں نے اہل کشمیر کے لئے دوزخ سے بدتر بنا دیا ہے۔

سکھ دور اور ڈوگرہ دور کے مظالم ہی کیا کم تھے کہ ۱۹۴۷ء میں اس جنت نظیر ریاست پر

بھارت نے فوج کشی کی۔بہانہ یہ بنایا گیا کہ مہاراجہ نے دہلی کی حکومت کو درخواست بھیج دی ہے کہ میرے ملک پر پاکستان نے قبائلیوں سے حملہ کرایا ہے۔یہ درخواست مہاراجہ نے اسوقت بھیجی تھی جب کہ ریاست کا ۳/۱ حصہ اسکے قبضے سے نکل چکا تھا۔ بھارت کی کانگریسی حکومت نے اس پر واضح کر دیا تھا کہ جب تک . ارت سے باقاعدہ الحاق نہیں کروگے تب تک بھارت اپنی فوج کشمیر میں نہیں اتار سکتا۔اس شرط کو پورا کرنے کے لئے مہاراجہ نے اپنے وزیراعظم جسٹس مہرچند مہاجن کو دہلی بھیجا۔اس نے وزیراعظم جواہرلال نہرو سے ملاقات کی اور اسکو کہا کہ کشمیر پر پاکستان کی طرف سے قبائلیوں نے حملہ کیا ہے لہذا اب الحاق قبول کریں اور ہماری مدد کے لئے فوج بھیج دیں لیکن پنڈت نہرو نے کہا کہ مہاراجہ کون ہوتا ہے الحاق کرنے والا؟ میں اسکی درخواست پر فوج نہیں بھیجوں گا۔جب وزیراعظم کشمیر نے کہا کہ اس طرح سے توسری نگر بھی قبائلیوں کی جھولی میں چلا جائے گا تو ، جسٹس مہرچند مہاجن کے مطابق ، پنڈت جواہرلال نہرو کو غصہ آگیا اور انہوں نے مہرچند مہاجن کو چیخ کر کہا کہ میرے کمرے سے نکل جاؤ۔ جسٹس مہاجن کہتے ہیں کہ وزیراعظم ہند کا غصہ دیکھ کر میں اٹھا ہی تھا کہ شیخ عبداللہ جو کہ ساتھ والے کمرے میں ہماری یہ گفتگو سن رہے تھے ، نے ایک چٹ اندر بھیجی جس پر انہوں نے نہرو کے نام لکھا تھا کہ جو کچھ مہرچند مہاجن کہہ رہا ہے اسکی میں بھی تائید کرتا ہوں ، یہ پرزہ آنا تھا کہ پنڈت جی کا غصہ اتر گیا، وہ نیچے بیٹھے اور مجھے بھی بٹھایا اور کہا کہ شیخ صاحب کے پرزے سے صورت حال بدل گئی ہے۔اب کشمیر کے راجہ نہیں وہاں کے لوگوں کا مطالبہ ہے کہ بھارت کی فوج کشمیر بھیج دی جائے۔لہذا ہم الحاق قبول کرتے ہیں اور فوج بھیج دیتے ہیں۔

اسطرح الحاق میں شیخ عبداللہ کو بھی ملوث کیا گیا[۶]۔دراصل وزیراعظم نہرو نے شیخ عبداللہ کو بھی ملوث کرنے اور شیشے میں اتارنے کے لئے مہرچند مہاجن پر مصنوعی غصہ ظاہر کیا۔پنڈت جی عمر بھر کہتے رہے تھے کہ دیسی راجواڑوں کی کوئی نمائندہ حیثیت نہیں اور انکو اپنی ریاستوں کے لوگوں کی نمائندگی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔لہذا اگر وہ کشمیر کے معاملے میں صرف مہاراجہ کی درخواست پر کارروائی کرتے تو وہ ان کی سابقہ پالیسی کی نفی ہوتی۔اسلئے انہوں نے عبداللہ کو فریق بنانے کے

لئے مہرچند مہاجن کے ساتھ ڈرامہ کیا لیکن بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ اس وقت شیخ عبداللہ کی بھی کوئی نمائندہ حیثیت نہیں تھی۔ شیخ صاحب اس وقت نیشنل کانفرنس کے صدر تھے۔ جموں و کشمیر میں ایک قانون ساز اسمبلی بھی تھی جسکو پرجا سبھا کہا جاتا تھا۔ اس میں انکی پارٹی کا کوئی ممبر نہیں تھا۔ مسلم منتخب ممبروں کی اکثریت پاکستان کے ساتھ کشمیر کے الحاق کی حامی تھی یا زیادہ سے زیادہ بھارت سے کشمیر کو الگ رکھنے کی حامی تھا۔ شیخ عبداللہ کی پارٹی نے شکست کے ڈر سے الیکشن میں جو صرف ایک سال قبل ہوا تھا حصہ ہی نہیں لیا تھا۔ شیخ صاحب کی " کشمیر چھوڑ دو " تحریک ناکام ہو چکی تھی۔ ان کو تین سال قید کی سزا ہوئی تھی۔ لیکن پھر شیخ صاحب نے جیل سے مہاراجہ ہری سنگھ کے سالے اور یوراج کرن سنگھ کے ماموں کے ذریعے سلسلہ جنبانی کی تھی۔ مہاراجہ کو ایک معافی نامہ تحریر کیا اور جیل میں ہوتے ہوئے مہاراجہ سے ملاقات کی اور ملاقات کے وقت ایک عاجز قیدی کی حیثیت میں مہاراجہ کی خدمت میں سنہری اشرفیوں کا نذرانہ بھی پیش کیا۔ اس نذرانے کو پیش کرنے اور اپنے انقلابی شعروں کی وضاحت اور معذرت کا ذکر شیخ عبداللہ نے اپنی سوانح حیات میں بھی کیا ہے [۸]۔

اسکے بعد شیخ صاحب کو رہائی حاصل ہوئی اور جب شیخ صاحب ابھی جیل میں تھے تو کشمیر کو خود مختار ملک قرار دینے کا بھی ایک سلسلہ چل پڑا تھا اور مہاراجہ کے وزیراعظم رائے بہادر رام چندرا کاک نے اس سلسلے میں مسٹر گاندھی اور قائداعظم محمد علی جناح سے بھی بات چیت کی تھی۔ لیکن جب شیخ عبداللہ کو پتہ چلا تو انہوں نے اپنے ایک کانگریسی دوست کو جیل سے خط لکھا کہ مہاراجہ کو مشورہ دیا جائے کہ وہ کشمیر کو خود مختار نہ رکھے بلکہ بھارت سے مل جائے۔ شیخ صاحب کا یہ خط انہی دنوں ہندوستان ٹائمز دہلی میں بھی شائع ہوا تھا [۹]۔

مطلب یہ ہے کہ اگر شیخ عبداللہ نے بھارت سے الحاق کی حمایت کی تھی تو اسکی عوامی سطح پر کوئی اہمیت نہیں تھی اور یہ ایک ایسی بات نہیں تھی جسکو بہانہ بنا کر بھارت کی حکومت اپنی فوج کشمیر میں اتار دیتی لیکن مثل مشہور ہے کہ خوئے بدرا بہانہ بسیار است۔ اس بہانے سے بھارت نے اپنی فوج کشمیر میں اتار دی۔ تادم تحریر وہاں سے نکلنے کا نام نہیں لیتی۔ کشمیر کے مسئلہ پر برعظیم میں

دو جنگیں بھی ہو چکی ہیں اور سرد جنگ تو عرصے سے جاری ہے۔ کشمیر کا جھگڑا سلامتی کونسل میں خود بھارت لے کر گیا اور اس عالمی ادارہ کے کمیشن نے جو فیصلہ دیا اس پر بھارت اب تک عمل نہیں کر رہا ہے، یعنی بھارت بھی عجیب مدعی ہے کہ دعویٰ عدالت میں خود دائر کر دیا اور عدالت نے جو فیصلہ دیا اس سے مدعی صاحب خود ہی انکار کر رہے ہیں، اسکی وجہ یہ ہے کہ رائے شماری یعنی الحاق کے مسئلہ پر ریاست کے عوام سے ووٹ حاصل کرنا ایک ایسا فارمولا ہے جس میں مدعی کو اپنی سیاسی شکست نظر آرہی ہے۔ رائے شماری دن کو کرادیں تو شام تک پتہ لگے گا کہ کشمیری عوام کی غالب اکثریت نے اپنے ووٹ پاکستان کے حق میں دیئے ہیں اور یہ ایک نوشتہ دیوار ہے جو کہ بھارت چالیس سال سے پڑھ رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت ہر قسم کے جمہوری عمل اور منصفانہ فیصلہ سے فرار اختیار کر رہا ہے۔ اس وقت مقبوضہ کشمیر کے حالات یہ تقاضا کر رہے ہیں کہ کشمیر کے معاملے میں پاکستان اور بھارت بات چیت کر لیں اور اس مسئلہ کا کوئی حل دریافت کریں۔ معاہدہ شملہ جس پر بھارت کی وزیراعظم آنجہانی اندراگاندھی کے دستخط ہیں اور ہماری طرف سے مرحوم وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دستخط ہیں [۱۰]، اس میں بھی لکھا ہے کہ کشمیر اور دوسرے مسائل پر بھارت اور پاکستان بات چیت کریں۔ اس میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ پاکستان نے کشمیر کو بھارت کے حوالے کر دیا ہے بلکہ اس معاہدہ پر ابتدا میں لکھا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے تعلقات اور معاملات اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق ہوں گے اور ظاہر ہے کہ کشمیر سے متعلق اقوام متحدہ کی قراردادیں بھی منشور کے مطابق ہی ہیں۔

۷۵ - ۱۹۷۴ء میں جب شیخ عبداللہ نے بھارت کے ساتھ پھر سمجھوتہ کیا اور وزارت دوبارہ حاصل کر لی تو پاکستان کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے کہنے پر مقبوضہ کشمیر کے لوگوں نے ایک زبردست ہڑتال کی اور ایک بار پھر یہ بات دنیا کو ذہن نشین کرائی کہ کشمیر کا مسئلہ زندہ ہے اور اس کو پاکستان نے مصلحتوں کا شکار نہیں ہونے دیا ہے۔ یہ ہڑتال بھٹو مرحوم کی اپیل پر معاہدہ شملہ کے ساڑھے تین سال بعد ہوئی۔ اس سے اس بات کی بھی تردید ہوتی ہے کہ کشمیر کا مسئلہ پاکستان نے فراموش کر دیا ہے۔

اب تک اقوام متحدہ کے سکریٹریٹ کی طرف سے جموں و کشمیر کے جو نقشے شائع ہوئے ہیں ان میں ریاست جموں و کشمیر کو بھارت یا کسی اور ملک کا حصہ نہیں دکھایا گیا بلکہ ساری ریاست کو متنازعہ دکھایا جاتا ہے۔ گویا عالمی سطح پر بھی مسئلہ کشمیر زندہ ہے اور تب تک زندہ رہے گا جب تک رائے شماری اور حق خود اختیاری کے وعدوں کو عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا۔ ان ۲۲ سالوں میں راولپنڈی سری نگر اور جموں سیالکوٹ کی سڑکیں بند ہو جانے سے ریاست کی معیشت پر بہت برا اثر پڑا ہے۔ پاکستان کے ساتھ کشمیر کی تجارت بند ہو جانے سے ریاست کی سیاحت اور تجارت تباہ و برباد ہو کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ کشمیر کو بھارت سے ملانے والا صرف ایک راستہ ہے جو کہ ۱۹۴۷ء کے بعد تعمیر ہوا ہے۔ جب سال میں کئی بار بارش، برف اور سیلاب کی وجہ سے یہ راستہ بند ہو جاتا ہے تو وادی کشمیر میں قحط پڑ جاتا ہے اور کشمیر ساری دنیا سے کٹ جاتا ہے اور لوگوں کو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ اقتصادی پریشان حالی اپنا جلوہ دکھاتی ہے اور کشمیر کے لوگ اس دن کو کوستے ہیں جب ان کی ریاست کو جبراً اور فراڈ کے ذریعے بھارت کا حصہ بنایا گیا تھا"۔

اس منحوس جھگڑے کی وجہ سے کشمیریوں کی زندگیاں عذاب بن گئی ہیں۔ آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر میں رہنے والے، پاکستان اور بھارت میں رہنے والے لاکھوں کشمیری خاندان منقسم ہو کر رہ گئے ہیں۔ اگر باپ آزاد کشمیر میں ہے تو بیٹا مقبوضہ کشمیر میں ہے۔ بہن میرپور میں ہے تو بھائی جموں میں ہے۔ میت سری نگر میں ہے تو اسکے ماتم کرنے والے لواحقین راولپنڈی میں ہیں۔ کسی اور قوم کو جدائی اور فراق کے اس قدر صدمات برداشت نہیں کرنا پڑے ہیں جس قدر کشمیر کے لوگوں کو اٹھانے پڑے یا پڑ رہے ہیں۔ کوریا کے دو حصے ہو گئے لیکن لوگوں کو اپنے رشتہ داروں اور لواحقین سے میل ملاقات کرنے کی اجازت ہوتی ہے، لیکن اس کشمیر کے وہ بدقسمت لوگ ہیں جن کا ایک دوسرے سے ملنا دشوار ہے، اور قدرتی راستے جو ماضی بعید سے انسانوں کے زیر استعمال تھے، وہ بند پڑے ہیں۔ وادی کشمیر کی تجارت کو قدرتی راستوں کی اس بندش سے زبردست دھچکا لگا ہے۔[۱۲]

مقبوضہ کشمیر کے سیاسی حالات بھی دگرگوں ہیں[۱۳]۔ نام کو وہاں سربراہ حکومت مسلمان

ہوتا تھا لیکن ہندو اکثریت والا صوبہ جموں اور بدھ اکثریت والا ضلع لداخ اس حکومت سے ناخوش ہیں ۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وادی کے مسلمان اس حکومت سے خوش ہیں ، وہ اگرچہ اسکو بھارت کی آلہ کار حکومت مانتے ہیں ۔ ۱۹۸۷ء میں جو انتخابات کشمیر میں کرائے گئے وہ محض ایک ڈھونگ تھے اور کشمیر کے جن انتخابات کا ڈھول بھارت پیٹتا رہتا ہے ، وہ بھی ڈھونگ تھے ۔ کشمیری عوام نے انکو کبھی تسلیم نہیں کیا ۔ بایں ہمہ کشمیر کی اسمبلی میں اور کابینہ میں بھارتی کانگریس نے اپنے ۴۰ مفید نمایندے داخل کئے تھے تاکہ وہ کشمیر کی کابینہ میں شریک رہیں اور مسلم وزیراعلیٰ کے خلاف اسکی اپنی کابینہ کے ارکان بھی مخالف رہے ۔اسکی وجہ یہ تھی کہ کسی مسلم وزیراعلیٰ پر انکو اعتبار نہیں تھا۔

جموں کے ہندوؤں کی یہ دیرینہ کوشش ہے کہ جموں کو مسلم اکثریت والے صوبہ کشمیر سے الگ کردیا جائے ، یا تو اسے الگ سٹیٹ بنایا جائے یا ہماچل پرادیش کے ساتھ ملایا جائے ۔اسی طرح لداخ کے ضلع لیہ میں جس سارے ضلع کی آبادی چون ہزار ہے ، بدھ یعنی غیر مسلم اکثریت نے یہ ایجی ٹیشن شروع کررکھی ہے کہ لداخ کو کشمیر سے الگ کرکے یا تو مرکز کے براہ راست ماتحت علاقہ قرار دیا جائے یا اسکو ہماچل پرادیش کے ساتھ ملایا جائے ۔ ضلع میں مسلم اقلیت کا ناک میں دم کردیا گیا ہے ۔انہوں نے مسلمانوں کے مقدس مقامات کو تشدد اور ظلم کا نشانہ بنایا ہے ۔

پاکستان اور بھارت دونوں کی بہتری اس میں ہے کہ مسئلہ کشمیر کو پرامن طور پر حل کیا جائے ۔ پاکستان ہمیشہ سے ہی پرامن حل کا حامی رہا ہے اور کسی مرحلہ پر بھی جنگ کا طلبگار نہیں تھا ، اور نہ ہوگا ۔ کشمیر کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ایک قدرتی بنیاد موجود ہے اور وہ ہے اقوام متحدہ کی قراردادیں جن کو دونوں ملکوں نے تسلیم کیا ہے ۔امریکہ کے بحری بیڑے کے جس امیرالبحر ایڈمرل چیسٹر نمٹز نے کشمیر میں ناظم رائے شماری کا عہدہ سنبھالنا تھا وہ بھی اس انتظار میں اس دنیا سے چل دیا ، اور ان ۴۹ سالوں میں لاکھوں کشمیری بھی اسی انتظار میں سفر آخرت پر روانہ ہوئے کہ آج نہیں تو کل ہمارے خوبصورت وطن کی آزادی کا مسئلہ حل ہوگا اور ہم الحاق کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرسکیں گے ۔اس مسئلے کی وجہ سے دونوں ملکوں یعنی پاکستان اور بھارت کو اپنے بجٹ کا

ایک بڑا حصہ ڈیفنس پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ بھارت کی یہ کوشش رہی ہے کہ کشمیر کی لائن آف کنٹرول کو کشمیر میں بھارت اور پاکستان کی مشترکہ سرحد قرار دیا جائے، یعنی بھارت کے پاس جو کشمیر ہے وہ بھارت کا اور جو اسکے کنٹرول میں نہیں ہے وہ پاکستان کا، یہ تو سودا بازی اور فوجی حل ہے بھارت جیسے جمہوریت کے دعویدار ملک کو اس قسم کے حل کی وکالت کرنا زیب نہیں دیتا ہے پائیدار اور منصفانہ حل وہ ہوتا ہے جسکی کوئی منصفانہ اور عوامی بنیاد ہو۔ بھارت اور پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آئے۔ پاکستان اور کشمیری عوام کی یہ خواہش ہے کہ اس اصول کو کشمیر پر بھی لاگو کیا جائے تاکہ یہ جھگڑا جو کہ تقسیم ہند کے ذیلی مسئلہ کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا اسکو بھی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر حل کیا جائے۔ پاکستان کو بہر صورت وہ حل تو قابل قبول نہیں ہو سکتا جسکی اساس اس بات پر ہو کہ بھارت کو اس علاقے میں بالادستی حاصل ہو۔ پاکستان بھارت سے ہی نہیں دوسرے ممالک کے ساتھ بھی برابری کی سطح پر تعلقات استوار کرنا چاہتا ہے۔ ان حالات کی وجہ سے ضروری ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کا مستقل، پائیدار اور حق و انصاف پر مبنی حل تلاش کیا جائے۔ دونوں ملکوں کو اس مقصد کے حصول کے لئے بامقصد بات چیت کرنی چاہیئے جس پر معاہدہ شملہ میں زور دیا گیا ہے[15]۔

بھارت کا یہ پروپیگنڈا بے بنیاد ہے کہ کشمیر میں رائے شماری کے مطالبہ سے معاہدہ شملہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ رائے شماری کا مطالبہ معاہدہ شملہ کے خلاف نہیں ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے مسلمان جس عذاب میں سے گزر رہے ہیں، اسکا اندازہ فاروق عبداللہ سابق نام نہاد وزیراعلی کی اس تقریر سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے پونچھ نامی قصبہ میں کی تھی۔ شیخ فاروق عبداللہ کشمیر میں محکمہ تعمیرات عامہ (PWD) کے افسروں کی رشوت ستانیوں اور بدعنوانیوں کا ذکر کر رہے تھے۔ انہوں نے محکمہ کے انجنیئروں کو بددیانت قرار دیا اور کہا کہ میں ان سب کو تبدیل کر دوں گا تاکہ انکے رشوت ستانی کے اڈے اور ٹھکانے ختم ہو جائیں یا کم از کم معطل ہو جائیں۔ یہاں تک تو خیریت گزری، اسکے بعد فاروق صاحب نے کہا کہ اگر ان تبدیل ہونے والے انجنیئروں میں سے کوئی ہائی کورٹ میں اپنی تبدیلی کے خلاف رٹ پٹیشن Writ Petition داخل کرے گا یعنی

حکومت پر مقدمہ کرے گا تو میں اسکو پاکستانی ایجنٹ قرار دے کر اسکو پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کروادوں گا۔

فاروق عبداللہ کی تقریر کے اس آخری حصہ پر کشمیر کے بڑے اخباروں نے اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا اور حیرت و استعجاب کا اظہار کیا۔ سری نگر ٹائمز نے لکھا تھا کہ یقین نہیں آتا کہ وزارت علیا کے عہدہ پر متمکن ایک سیاسی لیڈر سرکاری ملازموں کو یہ دھمکی دیتا پھرے کہ میں ان پر سیفٹی ایکٹ کے تحت مقدمہ عاید کروں گا محض اسلئے کہ وہ اپنی ٹرانسفر روکنے کے لئے عدالت کا دروازہ کیوں کھٹکھٹاتا ہے۔ اس تقریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فاروق عبداللہ سیفٹی ایکٹ کو انتقام گیری اور ظلم کے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا چاہتے تھے۔ انجنئیروں کی انتظامی بدعنوانیاں اپنی جگہ ہیں، اسکے لئے قوانین اور ضابطے بنے ہیں اور انکے تحت انجنئیروں اور افسروں کے خلاف سنگین کارروائی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ عدالت میں رٹ پٹیشن دائر کرنے والوں کو سیفٹی ایکٹ کے تحت یہ کہہ کر گرفتار کر لیا جائے گا کہ یہ پاکستان کے ایجنٹ ہیں عدالت کا کام ہوتا ہے کہ عدل اور انصاف کرے۔ اس طرح روزنامہ آفتاب اور جموں کے مقتدر انگریزی روزنامہ کشمیر ٹائمز نے فاروق عبداللہ کو آڑے ہاتھوں لیا تھا اور لکھا تھا کہ ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کیا جاتا ہے وہ پاکستانی ایجنٹ تو نہیں ہوتے۔ محض انتقام گیری یا دھمکانے کے طور پر ان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔

بھارت یا کشمیر کی حکومتیں کشمیری عوام کو اگر پاکستانی ایجنٹ قرار دیتی ہیں تو غلط کرتی ہیں۔ پاکستان کا ایجنٹ ہونا اور بات ہے اور پاکستان کا حامی ہونا اور بات ہے۔ پاکستان کے حامی تو سبھی کشمیری عوام ہیں اور پاکستان کے حامی کشمیری عوام اس وقت سے ہیں جب ابھی پاکستان بھی نہیں تھا۔

۱۹۳۱ء میں کشمیر کی جو تحریک شروع ہوئی، اسکی اساس بھی دین اسلام[۱۷] تھا یعنی یہ مسلمانوں کی تحریک تھی، اسکے نعرے اسلامی تھے۔ اس تحریک کا ہر جلسہ عام تلاوت کلام اللہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شروع ہوتا تھا، تکبیر اور رسالت کے نعرے بلند

ہوتے تھے ۔ پاکستان کی قرارداد تو ۱۹۴۰ء میں منظور ہوئی جب کہ کشمیری مسلمانوں نے اپنی سیاسی تحریک ۱۹۳۱ء میں انہی بنیادوں پر شروع کی کہ مسلمان اور غیر مسلم الگ الگ قومیں ہیں ۔ یہ سلسلہ ۱۹۳۸ء تک جاری رہا اور اس موقع پر کوتاہ اندیشی سے کام لے کر شیخ عبداللہ اور دوسرے لیڈروں نے کشمیر کی تحریک کا ناطہ انڈین نیشنل کانگریس سے جوڑ لیا ۔ یہ ایک عظیم غلطی تھی جسکا خمیازہ کشمیری مسلمان اب تک بھگت رہے ہیں ۔ مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل کر لیا گیا ۔ ۱۹۴۰ء میں پنڈت جواہرلال نہرو سری نگر آئے اور نیشنل کانفرنس نے انکا استقبال کیا اور اس نظریے کے تحت ۱۹۴۵ء میں بھی انکا استقبال نیشنل کانفرنسیوں نے کیا جبکہ مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کے حامیوں نے انکے خلاف مظاہرے کئے اور واضح کیا کہ کشمیری مسلمانوں کی غالب اکثریت کانگریس کے ایک قومی نظریہ کو مسترد کر دیتی ہے، گویا کشمیر کے مسلمان اس وقت سے پاکستان کے حامی تھے جب ابھی پاکستان نہیں بنا تھا، اس طرح سے کشمیری عوام کو پاکستان کا حامی تو قرار دیا جا سکتا ہے لیکن پاکستان کا ایجنٹ نہیں ۔

اقوام متحدہ کی قراردادیں ۔ نوشتہ دیوار

بھارت نے جب کشمیر کا مقدمہ پاکستان کے خلاف سلامتی کونسل میں دائر کیا تو اس کا خیال تھا کہ کونسل آنکھیں بند کر کے پاکستان کے خلاف فیصلہ دے گی لیکن ایسا نہ ہوا اور سلامتی کونسل نے ایک کمیشن مقرر کیا ۔ جس نے اس سارے معاملہ کی تہ تک پہنچ کر دو قراردادیں اول ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کو اور دوم ۵ جنوری ۱۹۴۹ء کو منظور کیں ۔ یہ دونوں قراردادیں مسئلہ کشمیر میں بنیادی دستاویزات کا درجہ رکھتی ہیں اور بین الاقوامی سطح پر جب بھی کشمیر کا ذکر آتا ہے تو انہی کا ذکر آتا ہے ۔ ان قراردادوں میں پاکستان اور بھارت نے طے کیا ہے کہ کشمیر میں جنگ بندی ہوگی اور پھر فوجیں نکالی جائیں گی ۔ بھارت نے اصرار کیا کہ امن قائم رکھنے کے لئے وہ تھوڑی سی فوج ریاست جموں و کشمیر میں رکھے گا، چنانچہ قرارداد میں لکھا گیا کہ بھارت فوج کا غالب حصہ جسے انگلش میں Bulk of Forces کہا گیا، کشمیر سے نکالے گا لیکن وہ دن اور آج کا دن بھارت نے اپنی فوجیں

کشمیر سے نہیں نکالیں بلکہ انکی تعداد بڑھاتا ہی گیا، چنانچہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ ہر دس کشمیریوں کے سر پر ایک بھارتی فوجی کھڑا ہے اور اسکے علاوہ نیم فوجی دستے۔ بارڈر سیکورٹی فورس اور سنٹرل ریزرو پولیس بھی ہے۔ اور تو اور بھارت اب اس بات کا روادار بھی نہیں ہے کہ کشمیر میں قانون ساز اسمبلی کے آزادانہ انتخابات ہوں کیونکہ جب بھی آزادانہ انتخابات ہونگے تو نتیجہ وہی نکلے گا جو کہ رائے شماری کا نتیجہ ہوگا، یعنی بھارت کے مخالف اور پاکستان کے حامی عناصر الیکشن میں کامیاب ہونگے۔ اس سلسلے میں بھارت کے سابق وزیر اعظم مرار جی ڈیسائی کے ایک انٹرویو کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ انٹرویو کرنے والے نے انکو کہا تھا کہ اگر کشمیر میں آزادانہ الیکشن کرادو گے تو وہاں بھارت مخالف اور پاکستان کے حامی کامیاب ہونگے [۱۸]۔

ان حالات میں مناسب ہے کہ قارئین کی معلومات میں اضافہ کے لئے اقوام متحدہ کے کمیشن کی دونوں قراردادیں بھی درج کی جائیں۔ ان کا ترجمہ درج ذیل ہے:

گاہے گاہے باز خواں آں قصہ پارینہ را ۔ تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اقوام متحدہ کمیشن برائے بھارت و پاکستان

ریاست جموں و کشمیر کی موجودہ صورت حال کے بارے میں بھارت و پاکستان کے نمائندوں کے موقف پر احتیاط سے غور و خوض کرنے اور یہ رائے رکھتے ہوئے کہ لڑائی کا فوراً بند ہونا اور ان حالات کی اصلاح جنکے جاری رہنے سے بین الاقوامی امن اور سلامتی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے، اقوام متحدہ کی ان مساعی کو بروئے کار لانے کے لئے ضروری ہے جو اس مسئلے کا آخری حل تلاش کرنے کی خاطر بھارت اور پاکستان کی حکومتوں کی مدد کے لئے اختیار کی گئی ہیں۔

بھارت اور پاکستان کو بیک وقت حسب ذیل تجاویز پیش کرنے کی قرارداد پیش کرتا ہے۔

حصہ اول: ۔(۱) بھارت اور پاکستان کی حکومتیں ان تجاویز کو منظور کر لینے کے بعد چار دن کے اندر اندر کسی ایسی قریب ترین تاریخ کے تعین پر اتفاق کریں گی جب ہر دو حکومتوں کی متعلقہ

ہائی کمانیں علیحدہ علیحدہ اور بیک وقت اپنے ماتحت جملہ افواج کو ریاست جموں و کشمیر میں جنگ بندی کے احکامات جاری کریں گے۔

ب ۔ بھارت اور پاکستان کی افواج کی ہائی کمانیں ایسے اقدامات سے اجتناب پر متفق ہوں گی جن سے ریاست جموں و کشمیر میں انکی متعینہ افواج کی عسکری قوت میں اضافہ ہو۔

جہاں تک ان تجاویز کا تعلق ہے، با اختیار افواج میں وہ تمام منظم اور غیر منظم سپاہ شامل ہیں جو ہر جانب حرب و ضرب میں شریک ہوں۔

ج :۔ بھارتی اور پاکستانی افواج کے لئے جنگ بندی میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے فی الفور افواج کے موجودہ مواقع میں ضروری مقامی تبدیلیوں کے بارے میں مشورہ کرتے رہیں۔

د :۔ کمیشن اپنی دانست کے مطابق اور جیسا کہ وہ قابل عمل محسوس کرے، ایسے فوجی مبصر مقرر کرے گا جو کمیشن کے زیر اختیار اور دونوں ملکوں کی فوجی کمانوں کے تعاون سے جنگ بندی کے حکم پر نگرانی کریں گے۔

ہ :۔ بھارت اور پاکستان کی حکومتیں اپنے اپنے عوام سے یہ اپیل کرنے پر اتفاق کرتی ہیں کہ وہ ایسا سازگار ماحول پیدا کرنے اور اسے برقرار رکھنے میں مدد دیں گی جو مزید مذاکرات کو ترقی دینے کے لئے سازگار ہو۔

حصہ دوم :۔ حصہ اول میں فوری جنگ بندی کی تجاویز کو قبول کرنے کے ساتھ ہی دونوں حکومتیں مندرجہ ذیل اصولوں کو معاہدہ صلح مرتب کرنے کی بنیاد کے طور پر قبول کرتی ہیں جنکی تفصیلات دونوں کے نمائندوں اور کمیشن کی باہمی گفتگو سے طے پائیں گی۔

الف :۔(۱) چونکہ پاکستانی افواج کی ریاست جموں و کشمیر کے علاقے میں موجودگی اس صورت حال میں جو حکومت نے سلامتی کونسل کے روبرو پیش کی تھی، نمایاں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے اسلیئے حکومت پاکستان ریاست سے اپنی افواج کو ہٹالینے پر رضامند ہے۔

۲: حکومت پاکستان ریاست جموں و کشمیر سے قبائلیوں اور ان پاکستانی شہریوں کی جو معمولاً وہاں بود و باش نہیں رکھتے اور وہاں جنگ کی غرض سے داخل ہوئے ہیں ہٹالینے کی پوری پوری

کوشش کرے گی۔

۳: ۔آخری فیصلہ ہونے تک جو علاقہ پاکستانی فوجوں نے خالی کر دیا ہے، اس کا انتظام کمیشن کے زیر نگرانی مقامی حکام کریں گے۔

ب: ۔جب کمیشن بھارتی حکومت کو یہ اطلاع دے دے گا کہ وہ قبائلی اور پاکستانی شہری جنکا ذکر حصہ (۲) میں کیا گیا ہے جموں و کشمیر سے چلے گئے ہیں اور بنابریں وہ صورت حال ختم ہو چکی ہے جسکے متعلق بھارتی حکومت نے سلامتی کونسل کے سامنے کہا تھا کہ یہی بھارتی افواج کے جموں و کشمیر میں داخل ہونے کا باعث ہوئی نیز یہ کہ جموں و کشمیر سے پاکستانی افواج کا انخلا عمل میں آرہا ہے تو بھارتی حکومت جیسا کہ کمیشن کے ساتھ طے پایا ہے، اقرار کرتی ہے کہ وہ ریاست سے اپنی بیشتر فوجوں کو آہستہ آہستہ واپس ہٹانا شروع کرے گی۔

۲۔ریاست جموں و کشمیر میں صورت حال کے آخری فیصلے کے متعلق شرائط قبول کرنے تک بھارتی حکومت ان حدود میں جو جنگ بندی کے وقت مقرر ہوئی تھی، اپنی افواج کی وہ کم از کم تعداد رکھے گی جو کمیشن کے اتفاق رائے کے مطابق قانون و امن کو برقرار رکھنے کی خاطر مقامی حکام کی امداد کے لئے ضروری خیال کیا جائے۔

۳: ۔بھارتی حکومت اس امر کی ضمانت دیتی ہے کہ ریاست جموں و کشمیر حتی الامکان وہ تمام تدابیر اختیار کرے گی جن سے عوام کو یہ اطلاع فراہم کی جائے کہ امن، قانون اور نظم و ضبط کا تحفظ کیا جائے گا اور تمام انسانی اور سیاسی حقوق کی ضمانت دی جائے گی۔

ج: ۔اس معاہدہ صلح پر دستخط ہو جانے کے بعد اعلامیہ کا مکمل متن عوام کی اطلاع کے لئے شائع کیا جائے گا جس میں دونوں حکومتوں اور کمیشن کے مابین طے شدہ اصولوں کا اندراج ہو۔

حصہ سوم: ۔بھارت اور پاکستان دونوں کی حکومتیں اپنی اس خواہش کی دوبارہ تصدیق کرتی ہیں کہ ریاست جموں و کشمیر کی آئندہ حیثیت عوام کی مرضی کے مطابق طے کی جائے گی اور اس مقصد کے لئے صلح نامہ کی شرائط قبول کرنے کے بعد دونوں حکومتیں منصفانہ شرائط متعین کریں جن سے آزادانہ اظہار رائے کی ضمانت ہو۔

(قرارداد منظور شدہ
۱۳ اگست ۱۹۴۸ء)

اقوام متحدہ کمیشن برائے بھارت و پاکستان

ہرگاہ بھارت اور پاکستان کی حکومتوں سے انکے مراسلات مورخہ ۲۳ دسمبر اور ۲۵ دسمبر ۱۹۴۸ء (علی الترتیب) کے ذریعہ مندرجہ ذیل اصولوں کی منظوری وصول پالی ہے جو کمیشن کی قرار داد منظور شدہ ۵، ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کا ضمیمہ ہے لہذا:

۱: ۔ ریاست جموں و کشمیر کے بھارت یا پاکستان سے الحاق کا مسئلہ آزاد اور غیر جانبدارانہ رائے شماری کے جمہوری طریقے سے طے پائے گا۔

۲: استصواب اس وقت ہوگا جب کمیشن کو یہ یقین ہو جائے کہ جنگ بندی اور صلح نامہ کے رائے شماری سے متعلق ان انتظامات کی تکمیل ہو چکی ہے جو کمیشن کی قرار داد مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کے حصہ اول و دوم میں درج ہیں۔

۳۔(ا) سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کمیشن سے اتفاق رائے کے بعد ایک ناظم رائے شماری نامزد کرے گا جو ایک نہایت اعلی بین الاقوامی حیثیت کا مالک اور بالعموم قابل اعتماد تصور کیا جاتا ہو۔ اس کا باقاعدہ تقرر حکومت جموں و کشمیر کی طرف سے عمل میں آئے گا۔

ب: ۔ ناظم رائے شماری، وہ تمام اختیارات ریاست جموں و کشمیر سے حاصل کرے گا جنہیں وہ استصواب کے اہتمام اور کارروائی کے آزاد اور غیر جانبدارانہ ہونے کی ضمانت کے لئے ضروری خیال کرے۔

ج: ۔ ناظم رائے شماری کو مبصرین کی امداد کے لئے ایسے عملے کے تقرر کا اختیار ہوگا جسکی وہ ضرورت محسوس کرے۔

۴(ا) کمیشن کی ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرار داد کے حصہ اول و دوم پر عمل درآمد کمیشن کے اس اطمینان پر کہ ریاست میں پرامن حالات قائم ہو چکے ہیں اور ناظم رائے شماری بھارتی حکومت کے ساتھ مشورہ

کرکے بھارت اور کشمیر کی مسلح افواج کے آخری، انخلاء کا فیصلہ کرے گا جس میں ریاست کے تحفظ اور استصواب کے آزادانہ ہونے کو بخوبی ملحوظ رکھا جائے گا۔

ب: ۔ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے حصہ (۲) میں جس علاقے کا ذکر کیا گیا ہے اس میں سے مسلح فوجوں کے آخری انخلاء کا فیصلہ کمیشن اور ناظم رائے شماری مقامی حکام کے مشورہ سے کریں گے۔

۵۔ ریاست کے اندر تمام شہری و فوجی حکام اور سرکردہ سیاسی عناصر استصواب کی تیاری اور کارروائی میں ناظم رائے شماری کے ساتھ تعاون کریں گے۔

۶: ۔ (ا) ریاست کے ان تمام شہریوں کو جو فسادات کی وجہ سے جا چکے ہیں، واپس آنے کی دعوت دی جائے گی اور اپنے تمام حقوق استعمال کرنے کی اجازت ہوگی۔ واپس آنے کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے دو کمیشن مقرر ہوں گے۔ ان میں سے ایک بھارت اور دوسرا پاکستان کے نمائندوں پر مشتمل ہوگا۔ یہ کمیشن ناظم رائے شماری کے تحت کام کریں گے۔ بھارت اور پاکستان کی حکومتیں نیز ریاست جموں و کشمیر کے تمام حکام ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ناظم استصواب سے تعاون کریں۔

ب: تمام اشخاص اور ریاست کے باشندوں کے علاوہ جو ۱۵ اگست ۱۹۴۸ء تک یا اسکے بعد ریاست میں قانونی مقاصد کے علاوہ دوسرے مقاصد کے لئے وارد ہوئے ہیں، انہیں ریاست سے چلا جانا پڑے گا

۷: ۔ ریاست جموں و کشمیر کے جملہ حکام ناظم رائے شماری کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اس امر کے ضامن ہوں گے کہ:

(ا) رائے شماری کے سلسلے میں لوگوں کو کسی دھمکی، دباؤ، تخویف اور رشوت یا کسی اور ناواجب اثر سے مرعوب نہیں کیا جائے گا۔

ب: ۔ تمام ریاست میں سیاسی زندگی کی جائز سرگرمیوں پر کوئی پابندی نہیں لگائی جائے گی۔ ریاست کے تمام باشندے بلا لحاظ عقیدہ، ذات یا جماعت بھارت یا پاکستان سے الحاق کے بارے میں اپنے خیالات اور ووٹ اندازی کے معاملہ میں آزاد ہوں گے۔ ریاست میں اخبارات کی آزادی، تقریر اور

میل جول کی آزادی اور چلنے پھرنے کی آزادی ہوگی جس میں ریاست کے اندر یا ہر جائز آمد و رفت کی آزادی بھی شامل ہے۔

ج: ۔ تمام سیاسی قیدی رہا کئے جائیں گے۔

د: ۔ ریاست کے تمام حصوں میں اقلیتوں کو معقول تحفظ حاصل ہوگا۔

ہ: ۔ کسی پر کوئی تشدد نہیں کیا جائے گا۔

۸: ۔ جنکے مسائل کے لئے مدد درکار ہو، ناظم رائے شماری انہیں اقوام متحدہ کمیشن برائے بھارت اور پاکستان کے سامنے پیش کرے گا اور کمیشن چاہے تو ناظم رائے شماری کو یہ ہدایت کر سکتا ہے کہ وہ اسکی جگہ کوئی بھی ذمہ داری انجام دے جو اسکے سپرد کی گئی ہے۔

۹: ۔ استصواب کے ختم ہونے پر ناظم رائے شماری کمیشن اور حکومت جموں و کشمیر کو اسکے نتیجہ سے مطلع کرے گا۔ بعد ازاں کمیشن سلامتی کونسل کے سامنے اس امر کی تصدیق کرے گا کہ رائے شماری آزادانہ اور غیر جانبدارانہ ہوئی ہے یا نہیں۔

۱۰: ۔ صلح نامے پر دستخط ہونے کے بعد کمیشن کی ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے حصہ سوم میں مشورے درج ہیں انکے مطابق محولہ بالا تجاویز کی تفصیلات کی توضیح و تشریح کی جائے گی۔ ناظم استصواب ان مشوروں میں پوری طرح شریک رہے گا۔

کمیشن ریاست اور پاکستان کی حکومتوں سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے مطابق طے شدہ معاہدے کی تعمیل کرتے ہوئے یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو رات بارہ بجے سے ایک منٹ پہلے جنگ بندی کا حکم جاری کرنے کے سلسلے میں فوری کارروائی کریں اور طے کرتا ہے کہ وہ فی الفور ہی برصغیر میں واپس آکر ان ذمہ داریوں کو انجام دے گا جو اس پر ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد اور مذکورہ بالا اصولوں کے مطابق عائد ہوتی ہیں۔

(قرارداد منظور شدہ ۵ جنوری ۱۹۴۹ء)

جموں و کشمیر کے پاکستان سے الحاق کی قرارداد (۱۹۴۷ء) اس قرارداد کو قانون ساز اسمبلی کے

منتخب مسلم ممبروں کی مکمل تائید حاصل تھی

ا ۔ آل انڈیا جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کا یہ کنونشن اس قرارداد کے ذریعے قیام پاکستان پر اپنے اطمینان قلبی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے قائداعظم کو اپنی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

ب ۔ برصغیر کی ریاستوں کے عوام کو امید تھی کہ وہ برطانوی ہندوستان کے دوسرے باشندوں کے دوش بدوش قومی آزادی کے مقاصد کو حاصل کریں گے اور تقسیم ہندوستان کے ساتھ جہاں برطانوی ہندوستان کے تمام باشندے آزادی سے ہمکنار ہوئے، وہاں ۳ جون ۱۹۴۷ء کے اس اعلان نے برصغیر کی نیم مختار ریاستوں کے حکمرانوں کے ہاتھ مضبوط کیے ہیں اور جب تک یہ مطلق العنان حکمران وقت کے جدید تقاضوں کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں گے، ہندوستانی ریاستوں کے عوام کا مستقبل بھی بالکل تاریک رہیگا ۔ ان حالات میں ریاست جموں و کشمیر کے عوام کے سامنے صرف تین راستے ہیں ۔

ا ۔ ریاست کا بھارت کے ساتھ الحاق ۔ ۲ ۔ ریاست کا پاکستان کے ساتھ الحاق ۔ ۳ ۔ کشمیر میں ایک آزاد خودمختار ریاست کا قیام ۔

مسلم کانفرنس کا یہ کنونشن بڑے غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ جغرافیائی، اقتصادی، لسانی و ثقافتی اور مذہبی اعتبار سے ریاست کا پاکستان کے ساتھ الحاق نہایت ضروری ہے کیونکہ ریاست کی آبادی کا ۸۰ فیصد حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے اور پاکستان کے تمام بڑے دریا جنکی گذرگاہ پنجاب سے ہے، کے منبع وادی کشمیر میں ہیں اور ریاست کے عوام بھی پاکستان کے عوام کے ساتھ مذہبی، ثقافتی اور اقتصادی رشتوں میں مضبوطی سے بندھے ہوئے ہیں، اسلیئے ضروری ہے کہ ریاست کا الحاق پاکستان سے کیا جائے ۔ یہ کنونشن مہاراجہ کشمیر سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیری عوام کو داخلی طور پر مکمل خودمختاری دی جائے اور مہاراجہ ریاست کے آئینی سربراہ کی حیثیت اختیار کرتے ہوئے ریاست میں ایک نمائندہ قانون ساز اسمبلی کی تشکیل کریں اور دفاع، مواصلات اور امور خارجہ کے محکمے پاکستان دستور ساز اسمبلی کے سپرد کیئے جائیں ۔ کنونشن یہ قرار دیتا

ہے کہ اگر حکومت کشمیر نے ہمارے یہ مطالبات تسلیم نہ کیے اور مسلم کانفرنس کے اس مشورے پر کسی داخلی یا خارجی دباؤ کے تحت عمل نہ کیا گیا اور ریاست کا الحاق ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی کے ساتھ کر دیا گیا تو کشمیری عوام اس فیصلے کی مخالفت میں اٹھ کھڑے ہونگے اور اپنی تحریک آزادی پورے جوش و خروش سے جاری رکھیں گے۔

(یہ تاریخی قرارداد آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے اجلاس خاص و کنونشن نے ۱۹ جولائی ۱۹۴۷ء کو سرینگر میں پاس کی تھی)۔

حوالہ جات

۱۔ بحوالہ ادبی دنیا، لاہور۔ اقبال نمبر، جولائی ۱۹۶۷ء۔ مضمون از محمد عبداللہ قریشی

۲۔ کشمیری گزٹ بحوالہ ادبی دنیا۔ ایضاً

۳۔ علامہ محمد اقبال، جاوید نامہ (فارسی)، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور / کراچی، ۱۹۸۵ء

۴۔ بحوالہ "پندرہ روزہ آزاد کشمیر" مطبوعہ محکمہ اطلاعات پاکستان، راولپنڈی، دسمبر ۱۹۶۷ء

۵۔ ابو الاثر حفیظ جالندھری "تصویر کشمیر"، غلام محمد نور محمد بک سیلر، سری نگر، من ن۔

۶۔ مہر چند مہاجن کی کتاب، بحوالہ کشمیریز فایٹ فار فریڈم، فیروز سنز راولپنڈی

۷۔ شیخ محمد عبداللہ، آتش چنار، علی محمد بک سیلر، سری نگر، ۱۹۸۵ء

۸۔ پریم ناتھ بزاز، کشمیر کی تحریک آزادی (انگریزی)، کشمیر پبلی کیشنز، حوض خاص، دہلی

۹۔ قرطاس ابیض، حکومت پاکستان، محکمہ اطلاعات مرکزی، ۱۹۷۷ء

۱۰۔ ہفت روزہ، گریٹر کشمیر، سری نگر، مضمون "برلن وال" ۱۹۸۹ء

۱۱۔ جموں کشمیر انسانی حقوق فورم، ہفت روزہ انصاف راولپنڈی

۱۲۔ ویکلی گریٹر کشمیر، ۲۶ جنوری ۱۹۸۹ء

۱۳۔ روزنامہ سری نگر ٹائمز، سری نگر، مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۹ء

۱۴۔ ملاحظہ ہو، وائیٹ پیپر، حکومت پاکستان، ۱۹۷۷ء

۱۵۔ ملاحظہ ہو، سری نگر ٹائمز، سری نگر، مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۸۹ء، روزنامہ "آفتاب" سری نگر،

مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۸۹ء اور کشمیر ٹائمز، جموں، مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۹ء

۱۶۔ ملاحظہ ہو سردار عبدالقیوم خان، کشمیر بنے گا پاکستان، مظفرآباد، آزاد کشمیر

۱۷۔ ملاحظہ ہو، بھارتی صحافی پران چوپڑہ کا مضمون، بحوالہ ہفت روزہ میگ، کراچی، مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۹ء

۱۸۔ پورن لال لکھن پال، ڈاکیومنٹس آن کشمیر، دھلی اینڈ کشمیر ڈسپوٹ، دہلی ۱۹۷۵ء

QUAID-I-AZAM
NUMBER
of the
PAKISTAN JOURNAL OF HISTORY & CULTURE
(Vol.XII/1991)

188p.; with beautiful four colour portrait of the Quaid

The papers present fresh thinking, provide new insights and include as yet uncited material on Quaid's policies and politics, and, hence, represent a contribution to the extant body of knowledge on the subject...

Prof. Sharif al Mujahid
International Islamic University
Kuala Lumpur, Malaysia

...you should be congratulated for putting together such scholarly contributions... an impressive printing and get-up.

Prof. Saeed Shafqat
Civil Services Academy, Lahore

The quality of papers included in the volume is very high...
The Nation, Lahore: March 13, 1992

Price per copy: Rs. 75/-
(Regular subscribers Rs. 55/-; Rs. 40/- from Students/Teachers)
Send a bank draft for Rs. 110/- (Rs. 80/- for Students/Teachers) and get the two issues for 1992 in addition to the Quaid-i-Azam Number.

Publication Officer, NIHCR, P.O. Box 1230, Islamabad.